اداریہ:

قارئین کرام

روز آفرینش ہی سے ہمارے اسلاف کرام نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم"قید العلم بالکتاب" پر عمل کرتے ہوئے اپنی نسلوں کو پڑھنے پڑھانے اور لکھنے لکھانے کا مزاج دیا ہے، تاکہ اشرف المخلوقات ہونے کا صحیح حق ادا ہو سکے، وہ علم ہی ہے جو انسان کو دوسروں کے درمیان ممتاز اور بلند مقام عطا کرتا ہے لہذا تادم حیات اپنے آپ کو تعلیم و تحریر سے مربوط رکھنے کے لئے وقت کے تقاضے کا پورا خیال رکھنا چاہیے، عصر حاضر میں اس طرف لوگوں کی دلچسپی کافی بڑھتی ہوئی نظر آ رہی ہے، لہذا اسی کے پیش نظر تحریر کو محفوظ کرنے کے لیے ایک ایسا ویب سائٹ عمل میں لایا گیا ہے جس میں اپنی نگارشار کو ارسال کر کے (مندرجہ بالا حدیث) پر عمل کا مصداق بننے کی کوشش کرے، لہذا تاریخ اردو ادب کا تازہ شمارہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے مجھے بے حد مسرت ہو رہی ہے۔ ہماری حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ اس عالمی، ادبی و تحقیقی سہ ماہی رسالہ کے معیار کو مزید بہتر کیا جائے، اس میں قارئین کے تاثرات اور فیڈ بیک ہماری کوشش میں چار چاند لگانے کا کام کرتے ہیں۔ اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اپنی رائے، خطوط، ای میل، واٹس ایپ وغیرہ مواصلاتی ذرائع سے ارسال

کرتے رہیں۔

زیرنظر شمارہ ناویل، شاعری، تنقید، تصور تعلیم، آزادئ نسواں، مدرسہ تعلیم اور اردو زبان وغیرہ موضوعات پر مشتمل ہے جو قارئین کے لیے اس شمارہ کو خاص بناتا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد

ابوالکلام آزاد کی پیدائش 1888 عیسوی میں مکہ معظّمہ میں ہوئی۔ ان کا اصل نام محی الدین احمد تھا مگر ان کے والد بزرگوار محمد خیر الدین انھیں فیروز بخت کے نام سے پکارتے تھے۔ ابوالکلام آزاد کی والدہ عالیہ بنت محمد کا تعلق ایک علمی خانوادے سے تھا۔ آزاد کے نانا مدینہ کے ایک معتبر عالم دین تھے، جن کا شہرہ دور دور تک تھا۔ اپنے والد سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آزاد عالم اسلام کی عظیم دانش گاہ جامعہ ازہر مصر چلے گئے جہاں انہوں نے مشرقی علوم کی تکمیل کی۔

عرب سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے تو کلکتہ کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا، یہیں سے انہوں نے اپنی صحافتی اور سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ کلکتہ سے ہی 1912 میں ''الہلال'' کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار نکالا، یہ تصویر کے ساتھ نکلنے والا پہلا سیاسی اخبار تھا۔ اس کی اشاعت کی تعداد تقریباً 52 ہزار تھی۔ اس اخبار میں انگریزوں کی پالیسیوں کے خلاف مضامین شائع ہوتے تھے اس لیے انگریزی حکومت نے 1914 میں اس اخبار پر پابندی

لگادی۔اس کے بعد مولانا نے”البلاغ“ کے نام سے دوسرا اخبار جاری کیا ۔یہ اخبار بھی آزاد کے انگریز مخالف پالیسی پر گامزن رہا۔مولانا کا مقصد جہاں انگریزوں کی مخالفت تھا وہیں ہندو مسلم اتحاد پر ان کا پورا زور تھا۔ انہوں نے جہاں اپنے شعلہ بیانی کے ذریعے اور قومی جذبات بیدار کرنے کی کوشش کی وہیں اپنے اخبارات کے ذریعے بھی قومی اور وطنی جذبات بیدار کرنے کی کوشش کی۔سیاسی بصیرت اتنی کہ پنڈت نہرو اور گاندھی جی جیسے بڑے بڑے سیاسی رہنماؤں نے بھی مولانا کو اپنا مشیر کار تسلیم کیا۔وہ کانگریس پارٹی کے صدر بھی رہے،تحریک آزادی کے دوران انہیں جیل کی مشقتیں بھی سہنی پڑیں۔اس رنج والم کے موقع پر آپ کی شریک حیات زلیخا بیگم نے آپ کا بھرپور ساتھ دیا۔زلیخا بیگم بھی آزادی کی جنگ میں مولانا کے شانہ بشانہ رہیں اس لیے ان کا شمار بھی آزادی کی جاں باز خواتین میں ہوتا ہے۔

وطن عزیز ہندوستان کی آزادی کے بعد مولانا آزاد ملک کے پہلے وزیر تعلیم منتخب ہوئے۔انہوں نے وزیر تعلیم کی حیثیت سے بہت اہم کارنامے انجام دیے۔یونیورسٹی گرانٹ کمیشن اور دیگر تکنیکی، تحقیقی ،اور ثقافتی ادارے ان ہی کی دین ہے۔

مولانا آزاد صرف ایک سیاست داں ہی نہیں بلکہ صاحب طرز ادیب ،بہترین صحافی اور مفسر بھی تھے۔انہوں نے شاعری بھی کی ،انشائیہ بھی لکھے،

سائنسی مضامین بھی تحریر کیے، علمی و تحقیقی مقالات بھی لکھے، قرآن کی تفسیر بھی لکھی۔ غبار خاطر، تذکرہ، ترجمان القرآن ان کی اہم تصانیف ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد اپنے عہد کے نہایت جینیس شخص تھے، جس کا اعتراف پوری علمی دنیا کو ہے اور اسی ذہانت، لیاقت اور مجموعی خدمات کے اعتراف میں انہیں" بھارت رتن" جیسے عظیم ایوارڈ سے نوازا گیا۔ مولانا آزاد کا انتقال 2 فروری 1958 کو ہوا۔ ان کا مزار اردو بازار جامع مسجد دہلی کے احاطہ میں ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا